ماہنامہ

العارف

بیادگار: عاشق مصلح الامت حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم صاحب نور اللہ مرقدہ

بفیض: حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد ذاکر رحیمی صاحب قدس سرہ

مدیر: مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

شمارہ ۹

اکتوبر ۲۰۲۳ء - جلد: ۷

رحیمی ٹرسٹ کے زیرِ نگرانی

(۱) جامعہ رحیمیہ خیر المدارس

احاطہ مسجد اشرف، دیرامدی گلی، پرنام بٹ

(۲) مدرسہ کلیمیہ (شاخِ جامعہ)

عزیز آباد نزدِ مسجد محمود حضرتؒ، پرنام بٹ

(۳) مدرسۃ الحسنینؓ (شاخِ جامعہ)

(احاطہ مسجدِ علیؓ، زکریا نگر)

(۴) مسجدِ اشرف

دیرامدی گلی، پرنام بٹ

(۵) مسجد حضرت ذاکر رحیمیؒ

صدیق نگر، رشید آباد، پرنام بٹ

(۶) مسجدِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(زکریا نگر، ترے کاڈ)

(۷) مسجد الرضوان

(ترے کاڈ)

(۸) مکاتب اشرفیہ نداء القرآن

(بعد مغرب) احاطہ مسجد اشرف، پرنام بٹ

(۹) مکتب الشاہ فضل الرحیمؒ

(بعد مغرب) احاطہ مسجد ذاکر رحیمیؒ، رشید آباد، پرنام بٹ

(۱۰) مکتب نور القرآن

(بعد مغرب) احاطہ جامع مسجد، پرنام بٹ

(۱۱) مکتب الشیخ ذاکر رحیمیؒ

(بعد مغرب) لالہ پیٹ، پرنام بٹ

(۱۲) مکتب ناعمہ نسوان

(بعد عصر) احاطہ مسجد اشرف، پرنام بٹ

(۱۳) مکتب رحیمیہ فضل القرآن

(بعد عصر) آمنہ گلی، پرنام بٹ

(۱۴) مکتب عبد اللہ ابن مسعودؓ

(بعدِ عصر، احاطہ مسجدِ مسعود، پرنام بٹ)

(۱۵) مدرسہ پلّو میراں نسوان

(تعلیمی نگرانی) مدنی گلی، پرنام بٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خانقاہ رحیمیہ و جامعہ رحیمیہ خیر المدارس کا دینی، علمی، اصلاحی، ترجمان

جلد ۷

شمارہ ۹

ماہنامہ المعارف

اکتوبر ۲۰۲۳ء

ربیع الاول ۱۴۴۵ھ

بیادگار

عاشقِ مصلح الامت حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم صاحب نور اللہ مرقدہ

بہ فیض

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا شاہ محمد ذاکر رحیمی صاحب قدس سرہ

مدیر

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

مرتب

محمد حماد عاطف رحیمی

مجلس معاونت

اساتذہ جامعہ

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

مولانا سہیل احمد

سالانہ زرتعاون

۱۵۰ روپئے

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

AL-MAARIF

JAMIA RAHEEMIA KHAIRUL MADARIS

Beside: Masjid -e- Ashraf, Deeramathi 2nd Street, PERNAMBUT - 635810.
Vellore Dist, Tamil Nadu (India). P.O. Box No: 32

Cell: +91 9894306751, +91 9952557549, +91 9894641484.

Email: raheemitrust@gmail.com

A/c no. 1095201001113 - IFSC CODE CNRB 0001095

CANARA BANK PERNAMBUT BRANCH

طابع و ناشر محمد حماد عاطف رحیمی نے جے یم پراسس چنئی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ المعارف جامعہ رحیمیہ خیر المدارس پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینۂ مضامین

نِگاہِ اوّلیں	سیرۃ النبی ﷺ کے تعارفی ابواب	حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۳
نُورِ حراء	سرکارِ دوعالم ﷺ کی شفقتیں	حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	۵
شمعِ رِسالت	سلام کی ترغیب	مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہٗ	۹
بزمِ درویش	ملفوظاتِ رحیمی	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم نور اللہ مرقدہ	۱۲
دُرِّ نایاب	معارفِ رحیمی	شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ محمد ذاکر رحیمی صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۳
فُغانِ کلیم	اثر انگیز نصائح	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۱۵
مَضامِین	اہل محبت محفوظ عن الارتداد ہیں	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ	۱۷
مَضامِین	زندگی کے بگاڑ کا علاج	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۹
مَضامِین	دوسروں کی بھی فکر کریں	مولانا مفتی محمد عفّان صاحب منصور پوری مدظلہٗ	۲۱
مَضامِین	شمائل وخصائل نبوی ﷺ	مولانا آصف نسیم صاحب	۲۴
اَمثال و عِبر	رسولِ پاک ﷺ بہت سادہ مزاج تھے	مولانا طالب الہاشمی	۲۶
نُورِ نُبوّت	خرچ کرنے کی (۱۳) سنتیں	مولانا مفتی منیر احمد صاحب زید مجدہم	۲۹
مَشعلِ راہ	تیمم کو جائز کرنے والے اعذار	مولانا مفتی محمد غلام الرحمٰن صاحب زید مجدہم	۳۰
اَوراد ووَظائف	متفرق دُعائیں	مولانا محمد اسحاق صاحب ملتانی	۳۱
مِسکُ الحَرمَین	فخرِ اولیں	حضرت مولانا محمد ذکی کیفی صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۳۲

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے

"المعارف" کی توسیع واشاعت میں حصہ لے کر اشاعتِ دین کا ثواب حاصل کریں۔ (ادارہ)

نگاہِ اوّلیں

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تعارفی ابواب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْد

قرآن کریم کی یہ ہزاروں آیتیں درحقیقت سیرتِ مقدسہ کے علمی اور تعارفی ابواب ہیں اور اُدھر سیرت کے یہ ہزاروں گوشے قرآن کے علمی پہلو ہیں، پس قرآن میں جو چیز قال ہے وہی ذاتِ نبوی میں حال ہے اور جو قرآن کریم میں نقوش ودوال ہیں وہی ذات اقدس میں سیرت واعمال ہیں اس لئے سیرت سے تو قرآن کی عملی صورتیں متشخّص ہوتی ہیں اور قرآن سے سیرت کی علمی جہتیں کُھلتی ہیں، اس قرآن حکیم کے مختلف مضامین سے اپنی اپنی نوعیت اور مناسبت کے مطابق سیرت کے مختلف الانواع پہلو ثابت ہوتے ہیں۔ قرآن میں ذات وصفات کی آیتیں آپ کے اعمال، تکوین کی آیتیں آپ کا استدلال اور تشریح کی آیتیں آپ کا حال ہیں، قصص وامثال کی آیتیں آپ کی عبرت، تذکیر کی آیتیں آپ کی موعظت، خدمتِ خلق کی آیتیں آپ کی عبرت، حق کی کبریائی کی آیتیں آپ کی نیابت اور اخلاق کی آیتیں آپ کا حُسنِ معیشت ہیں، معاملات کی آیتیں آپ کا حُسنِ معاشرت، توجہ الی اللہ کی آیتیں آپ کی خلوت اور تربیتِ خلق اللہ کی آیتیں آپ کی جلوت ہیں، قہر وغلبہ کی آیتیں آپ کا جلال ہیں اور مہر ورحمت کی آیتیں آپ کا جمال ہیں، تجلّیاتِ حق کی آیتیں آپ کا مشاہدہ ہیں، ابتغاء وجہ اللہ کی آیتیں آپ کا مراقبہ، ترکِ دنیا کی آیتیں آپ کا مجاہدہ اور احوالِ محشر کی آیتیں آپ کا محاسبہ ہیں، نفیِ غیر کی آیتیں آپ کی فنائیت ہیں اور اثباتِ حق کی آیتیں آپ کی بقائیت ہیں، اَنا اور اَنت کی آیتیں آپ کا شہود ہیں اور ھُوکی آیتیں آپ کی غیبت، نعم جنت کی آیتیں آپ کا شوق ہیں اور جہنم کی آیتیں آپ کا ہمّ وغم، رحمت کی آیتیں آپ کی رجاء ہیں اور عذاب کی

آیتیں آپ کا خوف، انعام کی آیتیں آپ کا سکون واُنس ہیں اور انتقام کی آیتیں آپ کا حزن، حدود و جہاد کی آیتیں آپ کا بغض فی اللہ ہیں اور اَمن و ترحّم کی آیتیں آپ کا حُبّ فی اللہ، نزولِ وحی کی آیتیں آپ کا عروج ہیں تعلیم و تبلیغ کی آیتیں آپ کا نزول، تنفیذِ اوامر کی آیتیں آپ کی خلافت ہیں اور خطابت کی آیتیں آپ کی عبادت وغیرہ وغیرہ غرض کسی بھی نوع کی آیت ہو وہ آپ کی کسی نہ کسی پیغمبرانہ سیرت اور کسی نہ کسی مقام کی تعبیر ہے اور آپ کی سیرت اُس کی تفسیر، جس سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس زرّین مقولہ کی معنویت اور صداقت سمجھ میں آتی ہے ''وکان خلقہ القرآن'' کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن میں ہیں۔

بقیہ از صفحہ: ۲۵ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ سے نفرت تھی اور غصہ سے بہت دور رہتے اور بڑی جلدی راضی ہو جایا کرتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا یہ ایک مختصر سا تذکرہ تھا جو ایک بحر ناپید کنار سے لئے جانے والے ایک قطرے کی بھی مثال نہیں رکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کو بیان کرنا ممکن نہیں یہاں آ کر ہوش بیگانہ اور زبان ساکت ہو جاتی کہ ؎

شان ان کی سوچئے اور سوچ میں کھو جایئے نعت کا دل میں خیال آئے تو چپ ہو جایئے

(حفیظ تائب)

فکر و وہم سے برتر مدحتِ رسول کے سلیقہ سے بالکل ناآشنا ہونے کے باوجود یہ چند صفات فقط اس لئے نوکِ قلم پہ آ گئیں کہ ؎

میں فقط نام لیوا ہوں ان کا، ان کی توصیف میں کیا کروں گا
میں نہ اقبال نہ خسرو نہ سعدی، میں نہ قدسی نہ جامی نہ حالی

(اقبال عظیم)

نورِ حراء

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفقتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ
بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیۡہِ
تَوَکَّلۡتُ وَہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۲۹﴾۔ (سورۃ التوبۃ)

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق و مہربان ہیں۔ پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔

اخلاق نبوی کی ایک جھلک

گذشتہ آیات میں منافقین کی یہ حالت زار بیان کی گئی تھی کہ جب قرآنی سورۃ نازل ہوتی ہے اور ان کے سامنے برسرعام پڑھی جاتی ہے تو ان کو اس کے سننے سے ایسی وحشت و نفرت ہوتی ہے کہ وہاں بیٹھنا بھی گوارا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے دل حق کو سننے اور سمجھنے سے پھرے رہتے ہیں اس لئے خاتمہ سورۃ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف جمیلہ اور شفقت و رافت کو بیان کیا گیا ہے تاکہ خاتمہ کلام اس پر دلالت کرے کہ ایسے شفیق اور مہربان رسول کی دعوت و تبلیغ کے بعد حجت پوری ہوچکی ہے اس

کے بعد بھی اگر یہ کفار ومنافقین اپنی ضد وعناد پر قائم رہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلقین فرمائی جاتی ہے کہ آپ اللہ پر توکل کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت ونصرت کیلئے کافی ہے اور مخالفین کے شر سے محافظ ونگہبان ہے آپ ان معاندین کی ذرہ برابر پرواہ نہ کیجئے۔

پہلی بات فرمائی ''لَقَدْ جَآءَ كُمْ'' یعنی یہودی اور عیسائی اور دیگر مذاہب وملل والے جس نبی کے منتظر تھے بلاشبہ یقیناً وہ رسول آگئے اور یہ تم پر خدا کا بڑا احسان ہے۔ ایسی صورت میں اللہ کے احسان کی قدر یہی ہے کہ اس کے رسول کا اتباع کیا جائے۔

دوسری صفت ''رَسُوْلٌ'' فرمائی یعنی جو رسول تمہارے پاس پہنچے ہیں وہ بڑے عظیم الشان اور عالی مرتبہ رسول ہیں یہ اللہ کا دوسرا بڑا احسان ہے کہ اس نے سب سے زیادہ عظمت والا رسول تمہاری ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔

تیسری بات ''مِنْ اَنْفُسِكُمْ'' فرمائی یعنی اللہ کا تم پر یہ تیسرا احسان ہے کہ اس نے تمہاری قوم اور ملک میں سے اپنا رسول مبعوث فرمایا۔ ہوسکتا تھا کہ یہ شرف عرب کے علاوہ اور کسی قوم کو حاصل ہوجاتا مگر اللہ نے اپنی رحمت سے یہ شرف تم کو عطا فرمایا تم میں سے مبعوث ہونے کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ تم آپ کے کل حالات سے واقف ہو اب بھی اگر تم کو آپ کی نبوت میں شک باقی رہے تو یہ اللہ کی احسان فراموشی اور اس کے انعام کی ناقدری ہے۔

چوتھی بات ''عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ'' فرمائی یعنی یہ اللہ کا چوتھا احسان ہے کہ اس نے ایسا رسول مبعوث فرمایا جو تمہارے لئے دردمند اور خیر خواہ ہیں وہ چیز جو تم کو تکلیف دہ اور ضرر رساں ہے ان پر شاق وگراں ہے۔ کافروں کا کفر کرنا، مشرکوں کا شرک کرنا، منافقوں کا نفاق کرنا، گنہگاروں کا گناہ کرنا سب ان رسول پر سخت گراں ہے۔ ہر وہ چیز جو دنیا ودین میں تمہاری ہلاکت وبربادی کا باعث

ہوان پر شاق ہے۔

پانچویں صفت ''حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ ''فرمائی یعنی یہ اللہ کا پانچواں احسان ہے کہ وہ رسول تمہارے رفیق وشفیق ہیں۔ان کی شفقت کی یہ حالت ہے کہ گویا وہ تمہاری بہبودی بھلائی اور ہدایت کے غایت درجہ حریص ہیں۔

چھٹی بات ''بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ''فرمائی یعنی یہ اللہ کا چھٹا احسان ہے کہ وہ رسول اگر چہ تمام کائنات انسانی کے خیر خواہ ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ وہ اہل ایمان پر مہربان اور رحیم وکریم ہیں۔مؤمنوں کے خاص طور پر ہمدرد وغمگسار،مونس وغمخوار اور حد درجہ مہربان ہیں۔

مقصود ان صفات اور احسانات سے بتلانا یہ ہے کہ انسانوں کو چاہئے کہ ایسے رسولؐ کی قدرومنزلت سمجھیں اور آپ کے حکم پر خوشی کے ساتھ چلیں۔ایسے شفیق اور مہربان رسولؐ کے اتباع سے انحراف تو کمال درجہ کی بیوقوفی اور انتہائی حماقت ہے۔

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

مفسرین نے لکھا کہ سورۃ کے آخر میں یہ مضمون اس لئے لانا مناسب ہوا کہ اس پوری سورۃ میں کفار سے برات قطع تعلق،قتال وجہاد کا ذکر تھا جو دعوت الی اللہ کی آخری صورت ہے جبکہ زبانی دعوت وتبلیغ سے اصلاح کی توقع نہ رہے لیکن اصل کام انبیاء علیہم السلام کا یہی ہے کہ شفقت ورحمت اور ہمدردی وخیر خواہی کے جذبے سے خلق خدا کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دیں اور ان کی طرف سے اعراض اور کوئی تکلیف پیش آئے تو اس کو اللہ کے سپرد کردیں۔اس پر توکل کریں کیونکہ وہ رب العرش العظیم ہے یعنی وہ کل کائنات عالم پر محیط ہے۔

عرشِ الٰہی

یہاں خاص طور پر عرش کا ذکر اس لئے کیا کہ وہ ساری مخلوق میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اور عرش کی عظمت اور بڑائی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس ساری دنیا میں آفتاب کئی گنا بڑا ہے۔ لیکن آفتاب کی حیثیت آسمان دنیا کے سامنے جو ہے وہ آنکھوں کے سامنے ہے اور آسمان دنیا یعنی آسمان اول دوسرے آسمان کے سامنے ہیچ ہے۔ اور اسی طرح دوسرا آسمان تیسرے آسمان کے سامنے ہیچ ہے اور اسی طرح تیسرا آسمان چوتھے آسمان کے آگے ہیچ ہے اور چوتھا پانچویں کے آگے اور پانچواں چھٹے کے آگے اور چھٹا آسمان ساتویں آسمان کے آگے ہیچ ہے۔ اور سارے آسمانوں کا مجموعہ کرسی کے سامنے ایسا ہے جیسے ایک بڑی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے اور پھر کرسی عرشِ الٰہی کے سامنے ایسی ہے جیسے کسی جنگل بیابان میں کوئی انگوٹھی پڑی ہو۔ پس کیا ٹھکانہ ہے عرش عظیم کی عظمت اور بڑائی کا۔

آیات مذکورہ کے خواص وفضائل

ابوداؤد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو صبح وشام ۷، ۷ مرتبہ ''حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ'' پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام غم وفکر کو کافی ہوجائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام آسان فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہ سورۂ توبہ کی آخری دو آیات جن کا یہاں بیان ہوا قرآن کریم کی آخری آیتیں ہیں ان کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات ہوگئی۔ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔

مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ

سلام کی ترغیب

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِی الْمَدِیْنَۃَ اِنْجَفَلَ النَّاسُ اِلَیْہِ وَقِیْلَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِی النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَیْہِ فَلَمَّا اسْتُبِنْتُ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْہَہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّابٍ وَکَانَ اَوَّلُ شَیْءٍ تَکَلَّمَ بِہٖ اَنْ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ۔ (ترمذی شریف: ۷۵/۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو لوگ سیلاب کی طرح تیزی سے آپ کے پاس جمع ہونے لگے، اور ہر طرف سے یہ آواز سنائی دے رہی تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ہیں، تو میں بھی لوگوں کی بھیڑ میں وہاں پہنچ گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لوں۔ جب آپ کا چہرہ میرے سامنے ظاہر ہوا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے اور کذّاب کا چہرہ نہیں ہے۔ اور سب سے پہلے جو بات آپ نے ارشاد فرمائی ہے وہ یہ ہے۔ اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ۔ اور عام وخاص ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلایا کرو۔ اور اس حالت میں نماز پڑھا کرو جب لوگ خوابِ غفلت سو رہے ہوں، تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ منوّرہ کے یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے، جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقلِ سلیم اور ہوشمندی اور شرافت کا اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا، اور انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے بعد اسلام لانے میں کسی قسم کا تردّد اور تاخیر نہیں فرمائی۔ یہ ان کی ایسی خوش نصیبی ہے جو کسی دوسرے کو مشکل سے حاصل ہوسکتی تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو مدینہ اور اطرافِ مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی شہرت ہوگئی۔ اور آپ کو دیکھنے کیلئے ہر طرف سے آنے والے انسانوں کا سیلاب نظر آرہا تھا، اور ہر شخص کی زبان سے یہ الفاظ سنائی دے رہے تھے کہ اللہ کے رسولؐ مدینہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ سن کر میں بھی لوگوں کے ہجوم میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے واسطے پہونچ گیا۔ میرے دل میں یہ تشویش بھی تھی کہ جن کی تشریف آوری کی شہرت ہورہی ہے وہ اللہ کے رسول ہیں بھی یا نہیں۔ جب میں نے وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھا تو میرے اُوپر ایک زبردست اثر پڑا۔ اور یقین ہوگیا کہ یہ نورانی چہرہ کسی جھوٹے اور کذّاب کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اللہ کے سچے رسول ہی کا چہرہ ہوسکتا ہے۔

ترمذی شریف: ۲/ ۲۰۳ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت کی تشریف آوری ہوئی مدینۃ المنوّرہ کی دَرودیوار اور ہر شئی میں نور ہی نور چمکتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اور جس دن آپؐ کی وفات ہوگئی تو مدینہ کی دَرودیوار اور ہر شئی سے تاریکی ہی تاریکی دکھائی دے رہی تھی۔

آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکت سراپا نور اور برکت سے لبریز تھی۔ جہاں تشریف لے گئے وہاں برکت ہوگئی اور وہاں ہدایت کا نور چمکنے لگا۔ بہرحال حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ کی خدمت میں پہونچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلی جو تقریر فرمائی ہے اس میں تین باتوں کے اہتمام کا حکم فرمایا۔

(۱) أَفْشُوا السَّلَامَ: سلام کو عام کرو۔ جو بھی سامنے آجائے اس کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کرو۔ چاہے پہلے سے جان پہچان کا آدمی ہو یا انجانا، ہر ایک کو سلام کیا کرو۔ اس سے آپس میں تعلق اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۲) وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ: لوگوں کو کھانا کھلایا کرو۔ آنے جانے والے مہمانوں اور غریبوں اور ضرورت مندوں کو اور اپنوں اور غیروں کو کھانا کھلایا کرو۔ مہمان داری ایسی خوش نصیبی ہے کہ جس کے یہاں مہمان داری کا سلسلہ جاری ہے اس کے یہاں کبھی فقر و فاقہ کی مصیبت نہیں آتی ہے۔ اور دنیا اسے یاد کرتی رہتی ہے۔

(۳) وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ: تم اس حالت میں نماز پڑھا کرو جب لوگ غفلت کی نیند میں سو رہے ہوں۔ یہ تنہائی کی عبادت ہے، جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ پھر آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تینوں کام ایسی خوش نصیبی کے کام ہیں کہ ان کے سبب سے سلامتی اور عزت کے ساتھ جنت میں داخل ہونا نصیب ہوگا۔ جیسا تم نے دنیا کے اندر انسانوں کے ساتھ اعزاز کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی تم کو اعزاز کے ساتھ جنت کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

بقیہ از صفحہ: ۲۹ **سنت ۴:** رشتہ داروں پر مال خرچ کرنا اور اگر رشتہ دار غریب محتاج ہوں اور کمانے سے عاجز ہوں، جیسے چھوٹا بچہ ہو، عورت ہو، نابینا ہو، اپاہج ہو وغیرہ وغیرہ۔ اور خرچ کرنے والا خود بھی مالدار ہو تو ان کے اخراجات اور ضروریات میں مال خرچ کرنا ضروری ہے۔

سنت ۵: حاجت مندوں پر مال خرچ کرنا۔

سنت ۶: اپنی جان، صحت عزت اور اپنے دین کی حفاظت کیلئے مال خرچ کرنا۔

سنت ۷: اپنے مملوکہ حیوانات کے کھانے پینے اور آرام کا خیال رکھنا مالک پر لازم اور ضروری ہے ان کی ضروریات میں مال خرچ کرنا۔

بزمِ درویش

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم صاحب نور اللہ مرقدہ

ملفوظاتِ رحیمی

ایک سلسلہ گفتگو فرمایا کہ ایک صاحب نے ایک بزرگ سے جا کر کہا کہ حضرت! آپ کے فلاں خلیفہ اپنے مریدین سے بہت نرمی کا معاملہ کرتے ہیں سختی بالکل نہیں اس کو سن کر ان بزرگ نے کہا کہ بھائی! دین کا کام اسی سے ہوتا ہے کہ کوئی گرم، کوئی نرم ہو دیکھو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو بالکل نرم مزاج کے تھے۔ اور اس کے برخلاف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیسے تھے کہ ان کی طبیعت میں گرمی تھی، جلال زیادہ تھا اسی سے دین کا کام ہوا یہ سن کر وہ صاحب خاموش واپس ہو گئے۔

پھر ان بزرگ نے اپنے خلیفہ کو الگ بلایا اور کہا کہ اگر اتنی نرمی کرو گے تو مریدین ڈھیٹ ہو جائیں گے کام نہیں چلے گا۔ ذرا سختی کیا کرو اور اس کے ضمن میں ایک واقعہ بیان کیا کہ:

ایک سانپ ایک بزرگ سے مرید ہوا بزرگ نے سانپ کو نصیحت کی تھی کہ کسی کو نہ کاٹے ایک عرصہ کے بعد کسی کام سے جنگل کی طرف جانا ہوا انہوں نے دیکھا کہ وہ سانپ بالکل نڈھال ہو گیا ہے حالت بہت خراب ہے بزرگ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت آپ نے مجھ کو کاٹنے سے منع کر دیا تھا اس لئے اب میں کسی کو کاٹتا نہیں ہوں جب سے جنگل میں رہنے والے کیڑے مکوڑوں کو اس کا علم ہو گیا مجھے کاٹنا اور ستانا شروع کر دیا ہے اس وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے۔

بزرگ نے کہا کہ میں نے تجھ کو محض کاٹنے سے روکا تھا بھسکار لگانے سے کب روکا تھا؟ ارے سانپ ذرا بھسکار تو لے ورنہ ہلاک ہو جائے گا اور تمام کیڑے مکوڑے تجھ کو ہلاک کر دیں گے۔

یہ کہہ کر ہمارے حضرت والا نے فرمایا کہ اسی طرح استاذ ہو یا شیخ وقت پر سختی کرے بالکل نرمی کرنے سے کام نہیں چلے گا اگر نرمی سے کہتا رہے تو عمر بھر کسی کی اصلاح نہیں ہو گی جو شیخ ٹرا نہیں ہوتا اس کے مریدوں کی اصلاح نہیں ہوتی ہمیشہ کچھ نہ کچھ ان کی غلطیوں پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہنا چاہئے۔

درِّ نایاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ محمد ذاکر رحیمی صاحب نور اللہ مرقدہ

معارفِ رحیمی

لطیفۂ غیبی

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دل میں کسی نیک کام کرنیکا جذبہ ہونا ایک لطیفۂ غیبی ہے آدمی کو اسکی قدر کرنی چاہئے۔ حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صاحب نے پوچھا کہ پچھلی رات میں اچانک آنکھ کھل جاتی ہے کیا کیا جائے؟ حضرت نے فرمایا یہ لطیفہ غیبی ہے اسکی قدر کرو یعنے نوافل ذکر دعا جو ہوسکے وہ کرنیکا موقع دیا جارہا ہے۔

اور جن لوگوں کو کسی طاعت ونوافل کا تو کیا فرائض کا بھی خیال نہیں آتا وہ غفلت کے مارے ہوے ہیں سمجھو کہ اللہ نے انکو دور کردیا ہے وہ شیطان کے قبضہ میں ہیں بڑے خطرہ کی بات ہے کہ وہ ہٹے نہیں بلکہ ہٹائے گئے ہیں اعاذنا اللہ من ذٰلک ایک غلام اور مالک کہیں جارہے تھے نماز کا وقت آگیا غلام فوراً مسجد میں داخل ہوگیا کہ نماز ادا کرلوں مالک بے نمازی تھا باہر ہی بیٹھ گیا غلام توفیق خداوندی سے فرض کے بعد سنت ونفل میں لگ گیا پھر وظیفہ اور دعا میں مشغول ہوگیا یہاں مالک بیزار ہوکر آواز پر آواز دیتا ہے کہ ابے کیا کررہا ہے کیوں نہیں نکلتا؟ اندر سے غلام نے کہا اجی کیا کروں وہ باہر نکلنے نہیں دیتے مالک نے پوچھا کون؟ تو غلام کہتا ہے کہ وہ جو آپ کو اندر آنے نہیں دیتے۔

دیکھئے یہ ہے توفیق اور یہ بدنصیبی غرض ان تمام باتوں کا مراقبہ کریں اور پوری محبت وشوق

کے ساتھ اعمال میں لگے تو ضرور انشاء اللہ خشوع وخضوع پیدا ہوگا ایک خاص لذت ملے گی اعمال میں استقامت نصیب ہوگی جسطرح کے دنیا کے ضروریات بڑے انہماک اور استقامت سے ادا ہو رہے ہیں۔

ہمہ وقت دل وزبان دونوں متوجہ رہیں

دوسری بات عبادت میں خشوع پیدا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہم عام اوقات میں جب مصروفیات میں مشغول ہوتے ہیں یا آرام کرتے ہیں دل کو اللہ کی طرف توجہ میں اور زبان کو ذکر میں مشغول رکھیں۔ اس سے یہ خاص کیفیت پیدا ہوگی غفلت سے حفاظت ہوگی گناہوں سے بچنا نصیب ہوگا پھر جب عبادات میں لگیں گے تو اس میں مزید ترقی ہوگی حقیقتاً بھی یہ کتنی اچھی بات ہے کہ زندگی کی ہر سانس آخرت کی تیاری میں لگے ہماری مثال ایک تاجر کی سی ہے جو دوکان میں ہو یا نہ ہو ہر وقت ہر حالت میں برابر دماغ دوڑا تا رہتا ہے کہ نفع کہاں سے اور کیسے کماؤں اور نقصان سے کسطرح بچوں۔ سوچئے کہ کیا مشکل ہے رات دن ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کا ہر انسان سونے کے اوقات چھوڑ کر سترہ اٹھارہ گھنٹے کسی نہ کسی ادھیڑ بن میں رہتا ہے کہ کس وقت کونسے فائدے کا کام کروں تو پھر ایک مؤمن مخلص ہر حالت میں اللہ کی یاد اور آخرت کی لگن میں کیوں نہیں لگ سکتا جبکہ اسکو یقین ہے کہ دنیا جتنی مقدر ہے اس کو مل کر رہیگی بس اس کے لئے ہلکی پھلکی تدبیر اور محنت کافی ہے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کے ذکر اور یاد کیلئے صرف اور صرف زبان کو لگانا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ذکر کیلئے آپ ہر وقت مصلی بچھا کر تسبیح لئے بیٹھے رہے سنئے ذکر کیلئے کوئی قید نہیں شرط نہیں دوکان ومکان میں بازار کارخانہ میں سفر وحضر میں ہر کام میں لگے ہوئے اللہ اللہ کرنا آسان ہے اس پر مداومت کی برکت سے آپ کو عبادت کے اندر خشوع وخضوع اور تضرع وزاری کی دولت ملے گی۔

فغانِ کلیم

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

اثر انگیز نصائح

ایک شخص کو بہت ذوق ہے قرآن پڑھنے کا۔ بہت عمدہ عبادت ہے یہ، ذکر کرنے کا ذوق ہے بہت عمدہ عبادت ہے یہ، لیکن یہاں مسئلہ کیا ہوگا کہ کسی شخص نے وہیں نماز کی نیت باندھی ہو تو ایسے موقعہ پہ شریعت کہتی ہے کہ خاموشی ہو ذکر میں اور قرأت سری ہو ہلکی آواز ہو تا کہ اس کو انتشار نہ ہونے پائے۔ اور کتنے لوگ ہیں کہ سنتیں ابھی پڑھی جارہی ہیں اور وہ ''آجاؤ قریب آجاؤ'' آواز لگانا شروع کردیتے ہیں۔ منبر جو ہے خاص مخصوص ہے خطیب کیلئے خطبہ چاہے عیدین کا ہو چاہے جمعہ کا، واعظ کیلئے یہی ہے کہ الگ سے بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرے، الگ سے کرسی منگاؤ، یہ منبر مخصوص ہے خطبہ کیلئے خطبۂ نکاح بھی آجائیگا خطبۂ عیدین بھی خطبۂ جمعہ بھی، کتنے لوگ ہیں جو بیان کردیتے ہیں۔ کسی عالم کا عمل دلیل نہیں بنتا بہت سے دفعہ ان کو سہو ہوجاتا ہے، ابھی حال ہی کا واقعہ ہے، مظفر نگر میں نکاح تھا، بہت بڑے مفتی دارالعلوم دیوبند کے وہ تشریف لائے نکاح پڑھانے کیلئے، انہوں نے کچھ بیان شروع کردیا منبر پر بیٹھ کر، کوئی واقف تھے انہوں نے پھر اطلاع دی کہ ہوسکتا ہے کہ ان کو سہو ہوگیا ہو۔ مسئلہ تو یہی ہے، منبر مخصوص ہے خطبہ کیلئے۔ بیان کیلئے کوئی اور چیز لے آؤ، جیسا کہ رحل مخصوص ہے قرآن مجید کیلئے، دینی کتاب نہیں رکھ سکتے اس پر بلکہ اسی کیلئے مخصوص ہے، حدیث پاک کی کتاب بھی ہو تب بھی رحل پر اس کو نہیں رکھ سکتے، یہ مخصوص ہے قرآن مجید کیلئے۔ کسی سے پوچھ لو، کسی عامی سے بھی کہ یہ رحل کس کیلئے ہے، وہ کہے گا قرآن مجید رکھنے کیلئے ہے۔ کتنے لوگ دینی کتابیں رکھ دیتے ہیں اس کے اوپر، حالانکہ رحل مخصوص ہے قرآن مجید کیلئے، ایسے ہی منبر جو ہے مخصوص ہے خطبہ کیلئے عیدین کا خطبہ ہو یا جمعہ کا خطبہ۔ وہ تو بڑے مفتی تھے لیکن دھیان نہیں رہا، مسئلہ یہی ہے، کسی بھی عالم کا عمل دلیل نہیں بنے گا۔ ایسی صورت حال میں پوچھ لو ان سے ہوسکتا ہے کہ تم غلطی پر ہوں۔

اسی لئے فرماتے ہیں امام شعرانی نور اللہ مرقدہ کہ کوئی بات کھٹکے تو فوراً پوچھ لو اس کو، ہوسکتا ہے

کہ تمہیں غلط فہمی ہو، وہ دور ہو جائیگی اس کو توجہ ہو جائیگا، اس لئے پوچھ لینا چاہئے۔ دین کی جو چیزیں ہیں اس کے متعلق معلومات بہت کم ہوگئی ہیں، کام کرتے ہیں دین کا اور معلوم ہے ہی نہیں!۔ کیسے قربت ہوگی باری تعالیٰ سے، انہی کا حکم ہے کہ اس کو معلوم کرو، یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم سب جانتے ہیں، کیا جانتے ہیں؟ خاک بھی نہیں جانتے! دین میں تم نے دخل اندازی کی ہے، جب کوئی قانونی آدمی ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ تم جانتے نہیں ہو، قانون کے کئی کئی شقیں ہوتی ہیں ایک ایک کے کئی کئی شقیں ہوتی ہیں، ایسے ہی مفتی بتاتا ہے اس کو، اس میں کئی کئی شقیں ہوتی ہیں کہ یہ جواز کی شق ہے یہ عدم جواز کی، یہاں پہ حرمت ہے یہاں حلت ہے، مفتی ہی جانتا ہے یہ، علم کی کمی ہوگئی ہمارے یہاں، آج امت کے اندر خود رائی کیوں آرہی ہے کہ اہل صلاح کے پاس نہیں جاتے، علماء سے اعراض کرتے ہیں، اپنی بات کرتے رہتے ہیں۔ کوئی بات کرو پوچھ لو پہلے، پوچھنے کے بعد بتائے ہوئے پر عمل کرو، لوگ بڑے بڑے علّامہ ہوتے تھے لیکن اِس سے ان کو عار نہیں ہوتا تھا پوچھنے جاتے تھے کہ حضرت ہم سمجھے نہیں اس کا مطلب کیا ہے آپ بتادیں، بلکہ کبھی کبھی استاد شاگردوں سے پوچھ لیتے ایسا بھی ہوا ہے، کہتے کہ بھائی یہ چیز مجھے سمجھ نہیں آئی بتاؤ، دل میں یہ نہیں تھا کہ میری توہین کردی میری انسلٹ (Insult) کردی نہیں، بلکہ یہ کہ مجھے معلوم نہیں تم بتاؤ، اسی لئے نفس کی اصلاح بہت ضروری ہے، نفس جہاں بے لگام ہوا تو خود رائی آجائیگی، پھر "اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْن" میں شمار ہو جائیگا، دو گروہ ہیں دنیا میں ''حزب اللہ اور حزب الشیطان'' حزب اللہ میں کون آتے ہیں "كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" والے، یہ ہیں حزب اللہ، انہیں کہتے ہیں سچے لوگ، اچھے لوگ۔ اور حزب الشیطان میں کون آتے ہیں "اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْن"، شیطان کے چیلے چاپڑ۔ ہم مؤمن ہو کر شیطان کا طرز کیوں اختیار کریں، اللہ تعالیٰ نے جیسے "كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" فرمایا ایسے ہی "اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْن" بھی فرمایا، جس گروہ کا آدمی ہو اس کی صفات بھی اسی گروہ کی سی ہونگی جن کے ساتھ آدمی دنیا و آخرت میں رہنا چاھتا ہے اسی کے صفات و عادات اختیار کر لیتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ لوگ "مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" پر عمل کر رہے ہیں یا "اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْن" پر، جب تک تزکیہ، تصفیہ نہیں ہوتا آدمی صلحاء و صادقین میں شامل نہیں ہو سکتا اسی کا نام ہے مجاہدہ، اسی کو کہتے ہیں احسان و سلوک، خانقاہوں میں یہی ہوتا ہے۔

مضامین

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ

اہل محبت محفوظ عن الارتداد ہیں

درس کے دوران ارشاد فرمایا کہ جتنے مُرتد ہیں یہ بے وفا ہیں محبت والے نہیں ہیں، وفاداری سے عاری ہیں خشک ہیں۔ اس حقیقت کو حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے ایک شعر میں پیش کیا ہے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے　　سر زاہد نہیں یہ سر سر سودائی ہے

اگر قیامت تک ہمیں اللہ زندگی دے دے تو ہم اپنی پیشانی کو قیامت تک اللہ کی چوکھٹ پر رگڑتے رہیں گے، قیامت تک ہماری پیشانی اللہ کے در پر رہے گی۔ یہ زاہد خشک کا سر نہیں ہے کہ اس در کو چھوڑ کر بھاگ جائے یہ اللہ کے عاشقوں کا سر ہے۔

اگر اہل محبت بھی بے وفا ہوتے تو مُریدین کے مقابلہ میں یہ آیت **یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَهٗ** نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ مرتدین جو بے وفاؤں کی کلّی مشکک کے فرد کامل ہیں یعنی جو بے وفائی کے انتہائی مقام پر پہنچ گئے ان کے مقابلہ میں وفاداری کی کلّی مشکک کے فرد کامل یعنی وفاداری کے انتہائی مقام پہنچنے والی قوم کو ہم پیدا کر رہے ہیں جن کی شان **یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَهٗ** ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ اسلام لانے کے بعد جو مرتد ہوگئے وہ انتہائی درجہ کی وفاداری قوم پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ فضلاً واحساناً لازم تھا ورنہ مقابلہ صحیح نہ ہوگا۔ دو مَن طاقت والے پہلوان کے مقابلہ میں ڈیڑھ مَن طاقت والا پہلوان نہیں لایا جاتا بلکہ ڈھائی مَن کا لایا جاتا ہے۔ لہٰذا انتہائی بے وفا قوم کے مقابلہ کیلئے انتہائی وفادار قوم اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل محبت کبھی مُرتد نہیں ہوسکتے۔ اگر اہل محبت

بھی بے وفا ہوتے تو لازم آتا کہ نعوذ باللہ مُرتد کا مقابلہ اللہ تعالیٰ نے مُرتد سے کیا ہے۔ یہ مقابلہ پھر مقابلہ کہاں رہتا۔ مقابلہ تو ضد سے ہوتا ہے لہٰذا اہل ارتداد کا مقابلہ اس آیت میں اہل وفا سے ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم جس کی صفت یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ ہے یہ اہل وفا ہے۔ اس قومیت کے عالم میں جتنے افراد ہوں گے وہ کبھی مُرتد نہیں ہوں گے، بے وفا نہیں ہوں گے، اللہ کا دروازہ نہیں چھوڑیں گے اور نبی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ جو مُرتد ہوئے وہ پہلے نبی ہی سے بھاگے جس نے نبی کو چھوڑ دیا اس نے اللہ کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح اہل محبت اپنے مرشد کو چھوڑ کر نہیں بھاگتے، مرشد سے بھاگنے والے بھی بے وفا ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ہوتی ان کے دل میں اہل اللہ کی محبت بھی نہیں ہوتی اور جس کے دل میں اہل اللہ کی محبت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت نہیں کرتے۔ اللہ کے پیاروں کے صدقہ میں اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ جو نبی پر ایمان نہیں لائے کیا اللہ نے ان سے محبت کی؟ کیا ابو جہل اور ابولہب سے اللہ نے محبت کی؟ نبی پر ایمان نہ لانے سے اللہ کے غضب کے مورد ہوئے اور ان کی دنیا اور آخرت تباہ ہوگئی۔ اسی طرح جو نائبین رسول سے، اہل اللہ اور مشائخ سے محبت نہیں رکھتے اللہ کی محبت وعنایت سے محروم رہتے ہیں اور جو ان سے محبت کرتے ہیں ان کو اللہ کی محبت نصیب ہوجاتی ہے۔

اور اس میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت بھی ہے کہ اہل محبت کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوگا۔ جس سے اللہ محبت کرے اور جو اللہ سے محبت کرے گا بھلا اس کا خاتمہ خراب ہوگا؟

اس لئے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سالکین کو مشورہ دیا ہے کہ اہل محبت کی صحبت میں رہو تاکہ ان کی صحبت کی برکت سے تمہارے اندر بھی اللہ کی محبت آجائے اور اس کی تائید میں التشرف فی احادیث التصرف میں یہ حدیث نقل فرمائی سائلوا العلماء مسائل علماء سے پوچھتے رہو وجالسوا الکبراء بڑے بوڑھوں کے پاس بیٹھا کرو کہ کوئی بات عقل اور تجربہ کی معلوم ہوجائے گی وخالطوا الحکماء اور حکماء یعنی اہل اللہ اور اہل محبت کے پاس رہ پڑو۔

مضامین

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نور اللہ مرقدہٗ

زندگی کے بگاڑ کا علاج

ارشاد فرمایا: دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اگر پروردگار عالم کا ڈر نہ ہو اور آخرت میں جزاء وسزا کا تصور نہ ہو تو انسان اپنے نفس کا بندہ اور زندگی کے ہر معاملہ کو صرف اپنے دنیوی مفادات کے پس منظر میں دیکھنے والا بن جاتا ہے، اور یہ بات بعض وقت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کی خاطر دوسروں کے ساتھ حق تلفی بلکہ ظلم وچیرہ دستی کرنے سے بھی باز نہیں آتا، یہ بات قوموں کی زندگی میں پائی جاتی ہے اور افراد کی زندگی میں بھی نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے، تاریخ انسانی میں خوف خدا اور خوف آخرت سے عاری معاشروں میں اس سلسلہ کے بڑے افسوسناک واقعات، ظالمانہ رویئے، برابر واقع ہوتے رہتے ہیں، قرآن مجید میں ایسے معاشرہ کا جہاں جہاں تذکرہ آیا ہے وہاں ان کے ظالمانہ طور طریق کو واضح کیا گیا ہے اور ان کے بگاڑ کے تذکرے کے ساتھ اس کی بنیادی وجہ خدائے واحد کی تابعداری سے ان کی برگشتگی ظاہر کی گئی ہے، جیسے فراعنۂ مصر نے اپنے انتقال کرنے والے بادشاہوں کے پہاڑ جیسے مقبرے بنانے کیلئے اپنے عوام کے ساتھ کسی قدر ظالمانہ طریقے سے سلوک اور اس کی بناء پر ظلم وزیادتی کے ذریعہ اپنی عظمت کے نشانات قائم کرنے کی مثالیں پیش کیں، پھر اپنے دنیوی فائدوں کیلئے اپنی ماتحت اقلیتی قوم بنی اسرائیل کی شریف زادیاں اپنی کنیزیں بنائیں تاکہ ان سے بے محابہ خدمت لیں اور فائدہ اُٹھائیں اور ان کے بچوں کو عمومی طور پر تہ تیغ کرنے کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ بڑے ہوکر مقابلہ پر نہ آسکیں، قرآن مجید اس کا ذکر اس طرح کرتا ہے ''يُذَبِّحُ أَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ'' انکے لڑکوں کو ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا، دوسری طرف قوم عاد وثمود اور عمالقہ اپنی طاقت اور

زور زبردستی کا مظاہرہ کرتے پھرتے تھے، جس کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ ''اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ۝۱۲۸ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ۝۱۲۹ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ۔ (سورۃ الشعراء) ''ہر جگہ پر تم کوئی شاندار یادگار تعمیر کرتے ہو اور جب کسی پر تم طاقت کا استعمال کرتے ہو تو بڑے جبار وقہار بن کر طاقت کا استعمال کرتے ہو، قرآن مجید نے ان قوموں کا ذکر غالباً اس لئے کیا کہ آئندہ آنے والے لوگ سمجھیں کہ آئندہ بھی خدائے واحد برگشتہ اور آخرت فراموش قوموں کا بھی یہی وطیرہ بن سکتا ہے لہٰذا لوگ اس کو سمجھیں اور اپنے کو باطل پسندی اور نفس پرستی سے ہٹا کر خدائے واحد کے مقرر کئے ہوئے راہ مستقیم پر گامزن کریں، ورنہ وہ عذابِ الٰہی کا شکار ہوں گے، قرآن مجید میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ جب انسانی معاشرے میں خرابیاں بہت عام اور بھیانک حد تک پہنچ جاتی ہیں تو پورا معاشرہ غضب الٰہی کا شکار ہوتا ہے اور بعض وقت اس کا اثر پورے معاشرے کی مکمل تباہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ انسان عموماً اپنی طاقت ودولت کے نشے میں ان حقائق سے چشم پوشی کر لیتا ہے، جس کا خراب انجام اس کو بعد میں جھیلنا پڑتا ہے۔

رہبران اخلاق ومذہب کی ذمہ داری:

میرے بھائیو! اس نصیحت کو سمجھو! کہ اولاً رہبران اخلاق ومذہب کی ذمہ داری ہے کہ اللہ پاک کا خوف دلائیں اور آخرت کی پکڑ سے ڈرائیں اور حالات کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائیں، ہر قائدین ملک کی ذمہ داری ہے کہ بگڑے ہوئے حالات کو درست کرنے کی کوشش کریں اور ایسی زندگی کی قدروں کی پاسداری ہو اور اپنے رب واحد کے احکام کی تابعداری ہو تا کہ ملک وملت چین وراحت، امن وخوشحالی سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہو اور صحیح انسانی معاشرہ قائم ہو سکے۔

''اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعلنا من التوابین ومن المتطھرین''

مضامین

مولانا مفتی محمد عفان صاحب منصور پوری مدظلہ

دوسروں کی بھی فکر کریں

مسلمان ہونے کی حیثیت سے جہاں ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کی فکر کریں، وہیں ہماری ذمہ داری یہ بھی ہے کہ ہم اپنے گھر والوں، بال بچوں اور سماج ومعاشرے میں زندگی گذارنے والے بھائیوں اور بہنوں کے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کی بھی فکر کریں، اگر ہم صرف اپنے آپ کو اچھا مؤمن ومسلمان بنانے کی کوشش کریں گے اور صرف اپنے ہی عقیدے کو درست رکھنے کی فکر وکوشش کریں گے اور اپنے گردوپیش میں زندگی گذارنے والے افراد کے ایمان اور عقیدے کو درست رکھنے کی کوشش نہیں کریں گے، تو ہم اللہ کی نگاہ میں اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر انجام دینے والے قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ اللہ پاک نے ہمیں مؤمن ومسلمان بنایا ہے، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی بنایا ہے، اس اُمت میں باری تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا جس کی اہم ذمہ داری دعوتِ دین ہے، ہم میں سے ہر شخص داعی ہے، اس لئے اسے اللہ کے پیغام کو عام کرنا ہے، نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایات اور تعلیمات کی تبلیغ کرنی ہے، دنیا میں بسنے والے انسانوں کی زندگیوں میں ایمانی کرنوں کو عام کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ جہاں ہمیں اپنے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کی فکر کرنی ہوگی، وہیں اپنے سماج اور معاشرے میں زندگی گذارنے والے افراد کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کی فکر کرنی ہوگی اور قرآن ونبوی پیغام کو عام کرنے کے حوالے سے دلچسپی لینی ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی حقیقت کی جانب اشارہ فرمایا ہے:

"کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔ (بخاری شریف)" "تم میں سے ہر شخص ذمہ دار اور نگراں ہے اور ہر نگراں سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا، باپ سے گھر والوں کے متعلق سوال ہوگا، امام سے مسجد کے حلقے میں رہنے والے لوگوں کے متعلق سوال ہوگا، عالم دین سے اس کے حلقۂ اثر میں زندگی گذارنے والے لوگوں سے متعلق سوال ہوگا، سماج و برادری کے ذمہ دار افراد سے سوال ہوگا کہ کہاں تک تم نے اپنے اثرات کا استعمال کر کے ہمارے بندوں کو ہماری ہدایات و تعلیمات پر عمل کرنے کیلئے تیار کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مبارک ارشاد کے عموم میں یہ تمام کی تمام چیزیں آجاتی ہیں۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے جمعیۃ علماء لدھیانہ کے ذمہ داران واحباب کو جنہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہوئے اس اہم عنوان پر مذاکرے اور غور و فکر کیلئے ہمیں یہاں جمع ہونے کا موقع میسر کیا۔

حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مبارک ہدایت کی روشنی میں ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینے اور اپنے کردار کا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے، یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اگر بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے وقت اللہ کی جانب سے یہ سوال کرلیا گیا کہ تم سماج و معاشرے کی اصلاح کے حوالے سے اور دین وایمان اور عقیدہ صحیحہ کے تحفظ کے حوالے سے کیا محنت کر کے آئے ہو؟ کیا کوشش کر کے آئے ہو؟ تو ہمارے پاس جواب دینے کیلئے الفاظ ہوں گے یا نہیں، کارگذاری سنانے کیلئے ہمارے پاس کارکردگی ہوگی یا نہیں۔

ہمارا کام فقط کوشش کرنا ہے

ہمارا اور آپ کا کام صرف اور صرف سنجیدہ کوشش اور محنت کرنا ہے، اس کوشش میں رنگ بھرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، یہ ہمارے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم کسی کو نمازی بنادیں، کسی کو ایمان دار بنادیں، کسی کو زبردستی گناہوں کے دلدل سے نکال کر ایمان پر کھڑا کردیں، یہ ہمارے اور آپ کے اختیار اور بس میں نہیں ہے۔ ہم اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کو لوگوں

کے کانوں تک پہنچا سکتے ہیں، انسانوں کے دلوں پر اپیل کر سکتے ہیں، پر دلوں میں اتارنے والی ذات اللہ کی ہے، یہ اختیار تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی نہیں عطا کیا گیا اور باری تعالیٰ سے صاف لفظوں میں فرمایا: ’’اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ۔ (سورۃ القصص: ۵۶)‘‘ آپ جس کو چاہیں اسے نورِ ہدایت سے نواز دیں، آپ جس کو چاہیں اس کی زندگی میں دین داخل کر دیں، آپ جس کو چاہیں جہنم کے راستے سے نکال کر جنت کے راستے پر لا کھڑا کریں، ایسا نہیں ہو سکتا، اللہ جس کے حق میں ہدایت کو مقدر فرمانا چاہیں گے، ہدایت یافتہ تو وہی ہوگا، جس کے قلب و دل کو باری تعالیٰ نورِ ایمانی سے منور اور روشن کرنا چاہیں گے، اسی کا دل نورِ ایمان سے منوّر اور روشن ہوگا، قرآن مقدس کی اس آیت مبارکہ کے ذریعے دین کی دعوت کا فریضہ انجام دینے والے تمام اہل ایمان کو یہ نصیحت فرمادی گئی کہ تمہیں ہر حال میں اپنی محنت وجد و جہد میں لگے رہنا ہے، یہ نہیں دیکھنا ہے کہ ہماری محنت کتنی کارگر اور نفع بخش ہو رہی ہے، ہمارا کام پہنچانا ہے، دلوں کا بدلنا اللہ کے اختیار میں ہے، ہم اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گے، تو اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت جواب دہی آسان ہو جائے گی، اس دن کی ندامت اور شرمندگی سے ہمارا دامن پاک رہے گا، اس لئے ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلے میں بہت حساس اور فکر مند رہنا چاہئے۔

دفع طاعون کے لئے ایک عمل

فرمایا: میں طاعون کے دفع کیلئے تین دفعہ سورۂ انا انزلناہ پڑھ دیتا ہوں۔ وجہ سب یہ ہے کہ اس میں نزولِ ملائکہ کا ذکر ہے اور طاعون شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ اور فرشتہ اور شیطان میں تضاد ہے۔ (جامع عرض کرتا ہے کہ پانی پر بھی دم فرمادیتے تھے۔ اور ڈھیلے پر بھی دم کر کے دے دیتے تھے کہ اس کو گھس گھس کو پھوڑے پر لگایا جائے۔ (حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

مضامین

مولانا آصف نسیم صاحب

شمائل وخصائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تیسری اور آخری قسط)

مجلس میں جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے، دو آمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھتے اور فرماتے، ''کسی کیلیۓ دو آمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنا جائز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو اپنی مجلس میں سے دوسرے کسی شخص کو اُٹھا کر نہ بٹھلاتے بلکہ فرماتے، ''کھل جاؤ اور کشادہ ہوجاؤ''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے شجاع، بہادر، بہت عاجز اور نہایت بے تکلف تھے، تکبر سے بیزار تھے لوگوں پر نہایت رحیم وشفیق تھے، سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے، راہِ خدا میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی آدمی کو اپنے ہاتھ سے نہ مارا تھا، اپنی ازواجِ مطہرات ؓ اور لونڈی کے علاوہ کبھی کسی کو نہ چھواحتیٰ کہ بیعت لیتے وقت بھی خواتین کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے نہ چھو پاتے۔ خواتین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پکڑائے گئے کپڑے کو پکڑ کر بیعت کر لیتیں۔ کبھی کسی خادم کو ''اُف'' نہ کہا اور نہ ہی کبھی ''یہ کیوں نہ کیا'' یا ''یہ کر لیتے'' نہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بات تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والا خوب سمجھ لے۔ جب ایک قوم کو سلام فرماتے تو تین مرتبہ سلام فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ مزینہ قبیلہ کی عورت کے غلام کے ہاتھوں اس کو سلام بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے پاس سے گذرے وہ کھیل رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سلام فرمایا۔ ایک دفعہ بیٹھی ہوئی عورتوں کے پاس سے گذرے تو انہیں ہاتھ کے اشارے سے سلام فرمایا۔ ایک مرتبہ مسجد نبویؐ میں چند حبشی ایک کرتب دکھا رہے تھے، ایک روایت میں نیزہ بازی کا ذکر ہے اور

ایک روایت میں دوڑ کا ذکر ہے۔ بہر حال جو کھیل بھی تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے اپنی چادر میں چھپا کر وہ کھیل دکھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت تک نہیں ہٹے جب تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ہی تھک کر پیچھے نہ ہٹ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقط حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلی کیلئے دودھ یا پانی کیلئے برتن کو تھوڑا سا جھکا دیتے۔ جب سفر سے لوٹتے تو گھر والوں کے بچوں سے ملتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شعراء وغیرہ کی غم خواری فرماتے، ان سے اشعار سنتے۔ ان پر ترس کھاتے اور ان کے اشعار سے راحت پاتے۔ جب کعب رضی اللہ عنہ نے قصیدہ ''بانت سعاد'' سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اپنی چادر پہنائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دراز گوش کی ننگی پیٹھ پر سواری فرمائی اس کے علاوہ خچر، گھوڑے، اونٹ، اونٹنی پر بھی سواری کی۔ پیدل بھی چلے اور ننگے پاؤں بھی اور کبھی چادر، عمامہ اور ٹوپی کے بغیر بھی باہر تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور غلاموں کو بسا اوقات سواری پر اپنے پیچھے یا آگے سوار کرتے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کیلئے اپنے اونٹ کے پاس اپنا گھٹنا رکھا تو آپ رضی اللہ عنہا اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوگئیں۔ ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور اونٹ کی نکیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست مبارک میں تھی اور لاٹھی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اونٹ کو ضرب لگا رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اگر جَو کی روٹی اور سالن کی بھی دعوت دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبول فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حیض کی حالت میں اپنے منہ کا جھوٹا کھانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھلاتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو تناول فرمالیتے، وہ حیض ہی کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کنگھی بھی کر دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ہی برتن میں پانی ڈال کر غسل فرمایا، اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ہی برتن میں غسل فرمانے کا بھی ہے۔

بقیہ بر صفحہ: ۴۰

امثال وعبر

مولانا طالب الہاشمی

رسولِ پاک ﷺ بہت سادہ مزاج تھے

ہمارے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج مبارک میں بہت سادگی تھی۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں سارے عرب کی حکومت دی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذرا بھی غرور اور گھمنڈ نہ تھا۔ گھر کا کام کاج خود ہی کر لیتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے، اپنا جوتا گانٹھ لیتے، گھر میں جھاڑو دے لیتے اور خود ہی دودھ دوہ لیتے تھے۔ زمین پر چٹائی پر فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے تھے۔ مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ چھوٹا ہو یا بڑا اُسے سلام کرنے میں خود پہل کرتے تھے۔ غریبوں اور غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے اور غریب سے غریب آدمی کی بیمار پُرسی کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ خچر اور گدھے پر بھی خوشی سے سوار ہو جاتے اور کبھی کبھی دوسروں کو بھی اپنے ساتھ بیٹھا لیتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ گُھل مل کر بیٹھ جاتے۔ ان سے الگ یا اونچی جگہ پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ مجلس میں کوئی اجنبی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسانی سے نہ پہچان سکتا تھا، بازار سے خود سودا خرید کر لے آتے اور اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈالتے تھے۔

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلے۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر ادب سے کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو منع فرمایا کہ میرے آنے پر کھڑے نہ ہوا کرو۔

خندق کی لڑائی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قریظہ کے یہودیوں کی جانب تشریف لے گئے تو ایک گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی اور اس کی پیٹھ پر زین کی جگہ کھجور کی چٹائی پڑی ہوئی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے لئے گئے تو میں نے دیکھا کہ جو چادر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوڑھ رکھی تھی اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی۔

ایک دن دو صحابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر گئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے مکان کی مرمت کر رہے ہیں وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ بٹانے لگے۔ کام ختم ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو بہت دُعائیں دیں۔

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دُکان سے پاجامہ خریدا۔ اٹھنے لگے تو دُکاندار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ چومنا چاہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور فرمایا ''یہ تو عجم کے لوگوں کا طریقہ ہے۔ میں بادشاہ نہیں ہوں تم ہی سے ایک ہوں''۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کانپنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''ڈرو نہیں، میں بادشاہ نہیں ہوں، ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی''۔

جس دن رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اتفاق سے اسی دن سورج گرہن تھا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدمہ کا اثر سورج پر بھی ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور فرمایا:

> ''لوگو! کسی کی موت سے سورج یا چاند میں گرہن نہیں لگتا، یہ تو خدا کی قدرت کا ایک نشان ہے''۔

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے باتیں کرتے کرتے کہہ دیا:

’’جو اللہ چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہیں‘‘۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

’’تم نے مجھے خدا کا شریک بنا دیا۔ یوں کہو جو اللہ تعالیٰ (اکیلا) چاہے‘‘۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہم نے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے کہ لوگو! میری حد سے زیادہ تعریف نہ کرنا جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حد سے زیادہ تعریف کرتے ہیں۔ (ان کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں) میں تو خدا کا بندہ ہوں اس لئے تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو وہ عرش کے نور کے آغوش میں ہوگا

حضرت ابوالمخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بِرَجُلٍ مُغَيَّبٍ فِيْ نُوْرِ الْعَرْشِ۔

ترجمہ: (معراج کی رات میں) ایک ایسے شخص پر سے گذرا جو عرش میں چھپا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا یہ فرشتہ ہے؟ کہا گیا نہیں، میں نے کہا: کیا یہ نبی ہے؟ کہا گیا نہیں، میں نے پوچھا (پھر) کون ہے؟ بتایا:

هٰذَا رَجُلٌ كَانَ فِى الدُّنْيَا لِسَانُهٗ رَطْبٌ فِيْ ذِكْرِ اللهِ۔

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کی زبان دنیا میں اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتی تھی۔

وَقَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ۔

ترجمہ: اور اس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا تھا۔

وَلَمْ يَسْتَسِبَّ لِوَالِدَيْهِ۔

ترجمہ: اور اپنے والدین کو نہ کبھی بُرا بھلا کہتا تھا نہ ان کی نافرمانی کرتا تھا۔ (ابن ابی الدنیا)

نورِ نبوت

مولانا مفتی منیر احمد صاحب زید مجدہم

خرچ کرنے کی (۱۳) سنتیں

گذشتہ سے پیوستہ

☐ شرعی تعلیمات/حقوق اللہ ۲ سنتیں

سنت ۱: خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حق کا بھی خیال رکھنا۔ دین دنیا میں زندہ ہوجائے اشاعت دین اور حفاظت دین کیلئے جو محنتیں ہو رہی ہیں اس پر خرچ کرنا۔

سنت ۲: حقوق اللہ (عبادت مالیہ) زکوٰۃ، عُشر، حج، قربانی، صدقہ فطر ذمہ میں واجب الادا ہونا نذر مانی ہو اور اس کو پورا نہ کیا ہو یا کفارے (قسم توڑنے یا روزہ توڑنے وغیرہ کی وجہ سے) ذمہ میں ہوں تو اس کی ادائیگی میں مال خرچ کرنا۔

☐ اخلاقی تعلیمات/حقوق العباد ۷ سنتیں

سنت ۱: اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کی ضروریات، نان نفقہ (کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، بچھونا، رہائش، دیگر ضروریات علاج معالجہ، مہر کی ادائیگی) کی پوری پوری، بروقت ادائیگی میں مال خرچ کرنا۔ مزید جیب خرچ بھی دینا تاکہ وہ آزادی سے اپنے والدین رشتے داروں پر خرچ کرنا چاہے تو کرسکے۔

بیوی کے ذاتی مال اسی طرح سسرال کے مال میں کسی قسم کی لالچ کا مظاہرہ نہ کرنا کسی قسم کا مطالبہ نہ کرنا، دباؤ نہ ڈالنا۔

سنت ۲: اپنی اولاد پر مال خرچ کرنا خاص طور سے اولاد نابالغ ہو یا اولاد بالغ ہو اور معذور ہو کما نہیں سکتا ہو مثلاً اپاہج ہو یا بالغ لڑکی اگر محتاج ہو تو ان کے اخراجات اور ضروریات میں مال خرچ کرنا والدین پر ضروری ہے۔

سنت ۳: ماں باپ پر مال خرچ کرنا اور اگر ماں باپ محتاج ہوں ان کے پاس خرچ کرنے کیلئے ذاتی مال نہ ہو، اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہوں اولاد مالدار ہو تو اولاد پر ان کے اخراجات اور ضروریات میں مال خرچ کرنا ضروری ہے۔

بقیہ بر صفحہ:۱۲

مشعلِ راہ

مولانا مفتی محمد غلام الرحمٰن صاحب زید مجدہم

تیمم کو جائز کرنے والے اعذار

گذشتہ سے پیوستہ

(۲) ایسے مرض میں مبتلا ہونا جس میں پانی کے استعمال سے مزید نقصان یا صحت یابی میں سستی اور طوالت کا قوی اندیشہ ہو۔

(۳) ایسا مرض جس کو پانی نقصان تو نہیں پہنچا رہا لیکن وہ خود پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو اور کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جو اس کو وضو کرا دے یا شخص تو موجود ہو، لیکن وہ اس مریض کے اہل طاعت (بیوی، اولاد اور غلام) میں سے نہ ہونے کی وجہ سے وضو کرانے سے انکار کر دے یا اتنی زیادہ اجرت مانگے جو مریض نہ دے سکے۔

(۴) اتنی سردی ہو کہ پانی کے استعمال سے عضو تلف ہونے یا مرض لگ جانے کا قوی اندیشہ ہو تو اس صورت میں غسل کے بدلے تیمم کرنا تو جائز ہے، مگر وضو کے بدلے تیمم کرنے کے متعلق اکثر حنفیہ کا قول عدم جواز کا ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے۔

(۵) پانی استعمال کرنے کی صورت میں کسی انسان یا درندے کا خوف ہو، یعنی اپنی جان، مال، امانت اور عزت وغیرہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

(۶) پانی موجود ہو، لیکن وضو یا غسل کیلئے استعمال کرنے کی صورت میں پیاس کا خوف ہو، یہ خوف چاہے اپنی جان کیلئے ہو یا قافلہ کے دوسرے ساتھیوں کیلئے یا کسی سواری اور کتے وغیرہ کیلئے ہی کیوں نہ ہو، بہر صورت عذر ہے۔

(۷) اتنا پانی موجود ہو جو صرف پیاس بجھانے اور آٹا گوندھنے کیلئے کافی ہو تو تیمم کرے گا، البتہ شوربہ پکانے یا قہوہ بنانے یا غیر ضروری غذا تیار کرنے کیلئے پانی رکھ کر تیمم کرنا جائز نہیں۔

(۸) پانی پاس ہی ہو، مگر ڈول وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے نکالنا ممکن نہ ہو۔

(۹) نمازِ جنازہ یا عیدین کی نماز کا فوت ہونا بھی عذر ہے، تاہم جن نمازوں کیلئے خلف اور متبادل موجود ہوں، ان کیلئے تیمم کرنا جائز نہیں۔

متفرق دُعائیں

خلاصی قرضہ کی دُعاء

"وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ (سورۃ البقرۃ:۲٦١)"

ترجمہ: اور اللہ دُگنا کرتا ہے جس کو چاہے اور کشائش والا جاننے والا ہے۔

جس پر قرض ہوگیا ہو اور اُترنے کی کوئی صورت نہ ہو وہ اس آیت کو کثرت سے پڑھے، ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔

کشادگی رزق کا عمل

"وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا، وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ، اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ (سورۃ الطلاق:۲،۳)"

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے کر دیتا ہے اس کیلئے نکلنے کا راستہ اور رزق دیتا ہے اس کو جہاں سے نہیں گمان ہوتا اور جو کوئی بھروسہ کرتا ہے اللہ پر پس وہ کافی ہے اس کو بے شک اللہ پہنچنے والا ہے اپنے ارادے کو تحقیق مقرر کیا ہے اللہ نے ہر ایک چیز کو اندازہ سے۔

اس دُعاء کی ایک تسبیح پڑھ کر ایک تسبیح "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کی پڑھ کر رزق کیلئے دُعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کیلئے رزق کے دروازے ایسی جگہ سے کھول دے گا جہاں سے آپ کو نشان وگمان نہ ہوگا۔

مسک الحرمین

حضرت مولانا محمد ذکی کیفی صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

فخرِ اوّلیں

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمینؐ ہوکر
پناہ بیکساں بن کر ، شفیع المذنبینؐ ہوکر

خرد کیا کرسکے گی رفعتوں کا ان کی اندازہ
فلک بھی رہ گیا جن کے لئے فرشِ زمیں ہوکر

ضمیر آدمیت میں انہیں کا نور شامل ہے
وہ سب نبیوں کے بعد آئے ہیں فخر اوّلیں ہوکر

قدم بوسی کی دولت مل گئی تھی چند ذروں کو
ابھی تک وہ چمکتے ہیں ستاروں کی جبیں ہوکر

یتیم و بے نوا سمجھا تھا جن کو اہل نخوت نے
جہاں پر چھاگئے وہ سرور دنیا و دیں ہوکر

ہزاروں بار اس پر عشرت کونین صدقے ہو
غم عشق نبیؐ رہ جائے جس دل میں مکیں ہوکر

نگاہِ اوّلیں کیفیؔ جب روضہ پہ ہو یارب
تمنا ہے کہ رہ جائے گا نگاہِ واپسیں ہوکر

تالیفاتِ رحیمی ایک نظر میں

۱) حقیقت شبِ براءت
۲) تقریر حضرت جیؒ میدان عرفات میں
۳) واتقوا النار
۴) دین اہل دین سے آتا ہے
۵) حج وزیارت کے چالیس نمبر
۶) اذکارِ حدیث
۷) امام اعظم، محدث اعظم
۸) رکعاتِ تراویح
۹) تحفۃ الحجاج (مختصر پمفلٹ)
۱۰) محدث جنوب حیات وخدمات
۱۱) وصیۃ السلوک
۱۲) باطنی تزکیہ کی ضرورت واہمیت
۱۳) صرف دنیوی تعلیم کافی نہیں
۱۴) خطباتِ رحیمی جلد اوّل
۱۵) خطباتِ رحیمی جلد دوّم
۱۶) خطباتِ رحیمی جلد سوّم
۱۷) تقاریر رمضان
۱۸) کھلا دشمن اور اس کا توڑ
۱۹) دین کے دس سبق
۲۰) تین اہم نصیحتیں
۲۱) رسالہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۲) آفتابِ حکمت
۲۳) افاضاتِ رحیمی جلد اوّل
۲۴) افاضاتِ رحیمی جلد دوّم (زیرِ طبع)
۲۵) معارفِ دینیہ حصہ اول

AL-MAARIF

By: JAMIYA RAHEEMIYA KHAIRUL MADARIS
(Under Supervision of Raheemi Trust)
Beside: Masjid -e- Ashraf
Deeramathi 2nd Street, Pernambut - 635810.
Vlr Dist. Tamil Nadu (India) P.O. Box No: 32
Cell: +91 9894306751, +91 9894641484.

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

رحیمی ٹرسٹ کے اغراض ومقاصد

۱	مسلم محلوں میں حسبِ ضرورت چھوٹی چھوٹی مسجدوں کا انتظام کرنا۔
۲	مدارس دینیہ کے ذریعہ دینی تعلیم وتربیت مع عصری تعلیم کا انتظام کرنا۔
۳	پسماندہ نواحی علاقوں سے طلبہ کو لاکر ان کیلئے طعام اور وظائف کا اہتمام کرتے ہوئے بہترین دینی تعلیم وتربیت فراہم کرنا۔
۴	مسجدوں کے احاطہ میں اسکول کے طلبہ وطالبات کیلئے مفت قرآنی دینی تعلیم کا انتظام۔
۵	علماء حقانی کے مواعظ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کی فکر اور جدوجہد۔
۶	صحیح اسلامی عقائد اور مسائل کی بوقت ضرورت اشاعت۔
۷	غریب ونادار لڑکیوں کی شادی میں حسب استطاعت مالی امداد کرنا۔